

نہج البلاغہ کے تناظر میں جوان نسل کی فکری اور ذہنی تربیت کے اصول

محمد حسین حافظی^۱

خلاصہ

جوان زندگی کے مختلف طریقوں کو آزمانے کے لئے جدوجہد اور تلاش کرتا ہے۔ یہی تلاش اسے مجبور کرتی ہے کہ لوگوں کے مختلف رویوں اور رفتار کی جانچ پڑتال کرے اور بہترین رفتار اور اقدار کا انتخاب کرے۔ جوانی کے دور میں انسان تکامل کے مرحلے میں پہنچتا ہے، ذہانت بھی اپنی بلند ترین سطح پر پہنچ جاتی ہے۔ اس لئے جوان ہر چیز کو سیکھنے میں دلچسپی ظاہر کرتا ہے۔ جب ہم اپنے جوانوں کی صحیح ذہنی اور فکری تربیت کریں گے تو ان کے دلوں میں دوسروں کے لئے محبت اور چاہت پیدا ہوگی اور ہر گز ایک تربیت یافتہ انسان اپنے جیسے انسانوں پر ظلم نہیں کر سکتا۔ امیر کائنات نے نہج البلاغہ میں جوانوں کی فکری تربیت کے بہت سارے طریقے بیان کئے ہیں۔ سب سے اہم اصل یہ ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو اللہ کی پاک کتاب (قرآن مجید) اور دیگر اسلامی زرین اصول اور تعلیمات سے آشنا کریں۔ عصر حاضر میں جوانوں کے افکار کو خراب کرنے کے لئے دشمن طرح طرح کے آلات اور وسائل کا استعمال کرتا ہے۔ جن سے ہماری آنے والی نسلوں کی فکری اور ذہنی صلاحیت تباہ ہو رہی ہے۔ اس ثقافتی یلغار سے مقابلے کے لئے ضروری ہے کہ انسان دشمنوں کی چالاکیوں اور مکاریوں کو باریک بینی سے سمجھنے کی کوشش کرے۔ جوانوں کی فکری اور ذہنی تربیت کرنے کے لئے دوسرا اہم اصل بصیرت سے آگاہی ہے۔ اس دور میں ان کے افکار کو برے خیالات اور انحرافات سے بچانے کا واحد راستہ یہ ہے کہ ہم ان کو دینی تعلیمات اور سیرت معصومینؑ کی روشنی میں ان کے افکار کو بصیرت سے مزین کریں۔ جوانوں کی فکری اور ذہنی تربیت کرنے کے لئے تیسرا اہم اصل تجربہ اور عبرت لینا ہے۔ جوان کی فکر پاک و پاکیزہ ہوتی ہے اسی طرح ان کا ذہن ہر قسم کے تجربے سے عاری ہوتا ہے اس کم تجربی کے نتیجے میں جوان ہمیشہ طرح طرح کے توہمات کا شکار رہتے ہیں جب کہ تجربہ وہم اور خیالات سے انسان کو نکال کر حقیقت کی دنیا دکھانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

کلیدی الفاظ: نہج البلاغہ، جوان، تربیت، فکری تربیت، ذہنی تربیت

^۱ ایم فل اسکالر۔ المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی ایران

hmmh802277@gmail.com

تعارف

جوان کا ضمیر فطری طور پر پاکیزگی اور دوستی کی پکار پر لبیک کہتا ہے اور اپنی باطنی اور روحی پاکیزگی کے بدولت ہر ایک کے امام خمینی (رحمۃ اللہ علیہ) جو انوں کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس روحی اور باطنی تصور کا اثر جوانی کے دنوں میں زیادہ بہتر حاصل ہوتا ہے، کیونکہ جوان دل نرم، سادہ اور زیادہ پاکیزہ ہوتا ہے۔^۲

پیغمبر اسلام ﷺ نے جو انوں کے دل کی نرمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تمام لوگوں کو ان کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی کی تلقین کی ہے، فرماتے ہیں: اوصیکم بالشبان خیرا فانہم ارق افئدۃ^۳؛ میں آپ لوگوں کو جوانوں کے ساتھ نرمی برتنے کی سفارش کرتا ہوں، کیونکہ ان کا دل نرم ہوتا ہے۔ معاشرہ افراد سے مل کر بنتا ہے اگر افراد کی صحیح تربیت کی جائے، اچھی تعلیم دلائی جائے تو یقیناً ایک اچھا معاشرہ وجود میں آئے گا، اس لیے کہ انہیں افراد سے معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ آج کے زمانے میں لوگ اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہیں کرتے پھر کہتے ہیں معاشرہ خراب ہے جس کی وجہ سے بچے خراب ہو جاتے ہیں جب کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے بلکہ ہم بچوں کی تربیت کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت علیؑ نے نہج البلاغہ کے متعدد مقامات پر انسان کی مختلف تربیتی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپؑ نے اپنے فرزند گرامی حضرت امام حسن المجتبیٰؑ سے مخاطب ہو کر مختلف تربیتی پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے۔ نوجوانوں کے حوالے سے آپ بہت فکر مند رہتے تھے۔ لہذا آپؑ کی نظر میں تربیت انسان سازی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اسی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم بھی اپنے اس مختصر مضمون میں نوجوانوں کے ذہنی اور فکری تربیتی پہلوؤں کے کچھ اہم اصولوں کو نہج البلاغہ کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

مفہوم شناسی

کسی بھی موضوع کو سمجھنے کے لئے پہلے اس کے لغوی اور اصطلاحی معنی سے آشنائی حاصل کرنا ضروری ہے۔ اسی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم یہاں کلمہ تربیت کے لغوی اور اصطلاحی معنی کو بیان کریں گے۔

^۲۔ چہل حدیث، ص ۴۹۹

^۳۔ شباب قریش، عبدالمتعال الصعیدی، ص ۱

لغت اور اصطلاح میں تربیت کے معانی

لغت کی کتابوں میں تربیت کے مختلف معانی بیان ہوئے ہیں جیسے اخلاق و تہذیب کی تعلیم اور پرورش^۴ ادب و اخلاق^۵ تادیب تغذیہ اور تہذیب^۶ کے معنی میں آئی ہے۔ قرآن مجید میں خود لفظ تربیت کہیں پر بھی ذکر نہیں ہوا ہے لیکن رب رب اور رب و کے دوسرے مشتقات قرآنی متعدد آیات میں نظر آتے ہیں۔^۷ بہر حال تربیت کا حروف اصلی چاہئے رب ہو یا ربو اس کا پرورش کرنے اور کسی شئی کو درکار تمام ضروریات بہم پہنچا کر اس چیز کو بدرجہ اس کے کمال تک پہنچانے کا نام تربیت ہے۔ تربیت کا لفظ بطور کلی جسمانی اور روحانی پرورش دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے نیز تدریجی پرورش، نمو، رشد کے مفہیم بھی اس میں شامل ہے۔^۸

لیکن جب یہ لفظ انسان کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ: انسان میں موجود استعداد اور صلاحیتوں کو نکھارنے کیلئے جن شرائط کی ضرورت ہو کر تھی ہیں ان شرائط کو فراہم کرنے کا نام تربیت ہے۔^۹

جوان اور جوانی کی شناخت رہبر معظم کی نگاہ میں

جوان زندگی کے مختلف طریقوں کو آزمانے کے لئے جدوجہد اور تلاش کرتا ہے۔ یہی تلاش اسے مجبور کرتی ہے کہ لوگوں کے مختلف رویوں اور رفتار کی جانچ پڑتال کرے اور بہترین رفتار اور اقدار کا انتخاب کرے۔ ماہرین، اس تلاش کو شخصیت کی شناخت کا نام دیتے ہیں۔ رہبر معظم آیت اللہ خامنہ ای (مدظلہ العالی) اس سلسلے میں فرماتے ہیں: جوان اپنی نئی شناخت بنانے کے مرحلے میں ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی نئی شخصیت کو پہچانا جائے۔^{۱۰}

اگر جوان کو مضبوط بنیادیں نہ ملیں تو وہ ایک مستحکم شناخت تک نہیں پہنچ پاتا، بلکہ اپنی حقیقت کو بھی بھول جاتا ہے۔ جیسا کہ امام علیؑ نے بھی آگاہ کیا ہے کہ کسی بھی چیز سے پہلے خود کی حقیقی شناخت کے بارے میں سوچا جائے: عَجِبْتُ لِمَنْ يُنْشِدُ ضَالَّتَهُ وَ

۴۔ فیروز اللغات اردو جامع لاہور (فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ) ۳۵۴۔

۵۔ محمد، معین، فرہنگ فارسی، جلد ۱، (تہران، انتشارات کبیر، ۱۳۶۰، شمسی) ۱۰۶۳۔

۶۔ علی اکبر، دہخدا، لغت نامہ، ج ۱۳ (تہران، موسسہ انتشارات دانشگاه تہران، ۱۳۷۲، شمسی) ۵۵۰۔

۷۔ محمد، علی، رضائی اصفہانی، قرآن و تربیت (تفسیر موضوعی میان رشتہ ای قرآن و علوم) ج ۱، (تہران، سازمان دارالقرآن کریم، نشر تلاوت، ۱۳۹۴، شمسی) ۱۶۔

۸۔ محب، رضا۔ تربیت، لغوی مفہوم اور خصوصیات، سہ ماہی سماجی، دینی، تحقیقی مجلہ نور معرفت، جلد ۱۰ شمارہ ۴۵ (۲۰۱۹ عیسوی)، ۲۸۔

۹۔ تعلیم و تربیت، شہید مطہری

۱۰۔ مقام معظم رہبری، دیدار با جوانان، کیہان ۱۳/۲/۱۳

قَدْ أَصْلَ نَفْسُهُ فَلَا يَطْلُبُ^{۱۱}؛ میں حیران ہوں اس شخص پر جو، جو کچھ چاہتا ہے ڈھونڈ لیتا ہے، جبکہ اپنے آپ کو کھوم بیٹھا ہے اور اس کی تلاش نہیں کرتا۔ ایک اور مقام پر آپ علیہ السلام کا ماننا ہے کہ شناخت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے وجود کے آغاز اور انجام سے آگاہ ہو، فرماتے ہیں: رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ عَلِمَ مِنْ آيِنٍ وَ فِى آيِنٍ وَ اِلَى آيِنٍ^{۱۲}؛ خدا اس شخص پر رحم کرے جو جانتا ہے کہ وہ کہاں سے آیا ہے، کہاں ہے اور کہاں جائے گا۔ اس مشکل دور سے گزر کر اور حقیقی شناخت حاصل کرنے سے اس کے اندر ایک پرسکون، قابل قدر اور بھروسے کا جذبہ ابھرتا ہے۔ اس طرح، وہ تنہائی محسوس نہیں کرتا اور اپنے آپ کو کائنات کا ایک بامقصد حصہ سمجھتا ہے اور اس کے پاس آیت اَوْ فَحَسْبُكُمْ اَنْمَّا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا^{۱۳}؛ کیا تمہارا یہ خیال تھا کہ ہم نے تمہیں بلا مقصد پیدا کیا ہے۔ کا مناسب جواب موجود ہوتا ہے۔

رہبر معظم انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای نے جوانی کی تعریف میں فرمایا: جوانی ہر انسان کی زندگی کا ایک شاندار اور بے مثال اور منفرد باب ہے۔ ان کے نقطہ نظر سے اس دور کی خصوصیات کچھ یوں ہیں:

(الف) نئی شخصیت: جوان اپنی نئی شناخت بنا رہا ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی نئی شخصیت کو پہچانا جائے۔

(ب) رغبت و انگیزہ اور جوش جذبہ: ایک جوان میں احساسات اور کچھ انگیزے ہوتے ہیں، اس کی جسمانی اور روحی نشوونما ہوتی ہے اور وہ ایک نئی دنیا میں قدم رکھتا ہے۔

(ج) پوچھ گچھ کرنا: جوان کو بہت سے نامعلوم مسائل کا سامنا ہوتا ہے اور نئے مسائل اس کے لیے سوالات کھڑے کرتے ہیں۔

(د) توانائی سے بھرپور ہونا: جوان محسوس کرتا ہے کہ اس میں مختلف قوتیں موجود ہیں۔ جسمانی اور فکری صلاحیتیں معجزے کر سکتی ہیں، پہاڑوں کو ہلا سکتی ہیں، لیکن جب انہیں لگتا ہے کہ ان صلاحیتوں کا استعمال نہیں ہو رہا تو وہ برا محسوس کرتے ہیں۔

(ه) ایک مشیر کی ضرورت: جوانوں کو ایک نئی دنیا میں رہنے کے لیے جس کا انہوں نے تجربہ نہیں کیا ہوا ہو تا رہنمائی اور فکری مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ رہبر معظم نے ایرانی جوانوں کے بارے میں فرمایا: میراثیقین ہے کہ ایرانی جوان مومن، پاک دامن،

پاکیزہ جو اہر ہیں، دینی پس منظر رکھتے ہیں اور معنوی پہلوؤں میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ رہبر معظم انقلاب چاہتے ہیں کہ جوان،

حضرت علیؑ کو اپنا رول ماڈل بنائیں: جوانی میں امیر المومنین علیؑ کی شان و شوکت ایک لازوال مثال ہے جسے تمام جوان اپنا رول

ماڈل بنا سکتے ہیں۔ مکہ میں اپنی جوانی کے دوران، آپؐ ایک بے لوث انسان، ایک ذہین انسان، ایک فعال جوان، ایک سرکردہ

^{۱۱}۔ غرالحکم ودرر الکلم، فصل ۵۴، ج ۱۸

^{۱۲}۔ اسفار، ملا صدرا، ج ۸، ص ۳۰۸

^{۱۳}۔ مؤمنون: ۱۱۵

جوان اور ایک پیش قدم جوان تھے۔ مدینہ کے دور میں آپ علیہ السلام فوج اور فعال جتھہ کے کمانڈر تھے، باہوش، جوان مرد اور بہت سخی تھے۔ حکومتی میدان میں آپ علیہ السلام ایک کام کے بندے تھے اور سماجی مسائل کے میدان میں وہ ہر لحاظ سے کامیاب جوان تھے۔^{۱۳}

رہبر معظم انقلاب نے جوانی کے مسائل اور خطرات پہچاننے کو ملک کی فتح اور مختلف میدان میں پر جوش اور ذمہ داری قبول کرنے نسل کی شرط قرار دیا ہے: ملک، قوم اور بالخصوص جوان نسل کے لئے خطرات پائے جاتے ہیں۔ کبھی ایک غفلت، ایک لاپرواہی، ایک سستی، ایک بہانہ ممکن ہے کسی قوم کے ہاتھ سے بہت بڑی پیداوار چھین لے، اس کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔^{۱۵} جوان، امام خمینی کی نگاہ میں

انصاف، آزادی اور سچائی کے متلاشی جوان ہمیشہ حق اور انصاف کے علمبرداروں کی پکار پر لبیک کہتے ہیں۔ جاہلیت کے تاریکی دور کے جوانوں کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اعلیٰ انسانی اور الہی نظریات کی پیروی اس کی ایک زندہ مثال ہے۔ انہوں نے اسلام کے الہی مقصد کو آگے بڑھانے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اپنی جانیں قربان کر کے شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔ یہ خدائی بندھن، صدیوں کے بعد ایک بار پھر دہرایا گیا، اس بار اسلامی ایران میں، امام خمینی رہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت پر چلتے ہوئے، ایک انصاف پسند، خدا کو تلاش کرنے والا اور آگاہ رہنما کے طور پر، ایران اور دنیا کی امید اور توجہ کا مرکز بنے اور انہوں نے جوانوں اور ولایت کے درمیان ایک مضبوط رشتہ قائم کیا۔ امام خمینی رہ کی نظر میں جوانوں کا مقام بہت بلند ہے۔ امام اور جوانوں کے درمیان ایک دلی، جذباتی اور گہرا تعلق موجود تھا۔ امام خمینی رہ نے جوانی کے دور کو تزکیہ نفس کا بہترین موقع قرار دیا اور جوانوں کے پاکیزہ دل کو کلام حق قبول کرنے والا قرار دیتے ہوئے فرمایا: *جوانی کے دنوں میں قلبی اور باطنی تصور کا اثر زیادہ بہتر ہوتا ہے؛ کیونکہ جوان کا دل نرم اور سادہ ہوتا ہے اور اس کی پاکیزگی زیادہ ہوتی ہے۔^{۱۶}

انہوں نے بری طاقتوں اور دشمنان اسلام کے مقابلے میں جوانوں کے پختہ ارادے اور استقامت کا اظہار کرتے ہوئے جوانوں کو معجزہ گر قرار دیتے ہوئے کہا: پیارے جوانوں، تم نے ثابت کر دیا کہ تم تمام طاقتوں کا مقابلہ کر سکتے ہو اور اپنے ملک کی حفاظت کر سکتے ہو۔^{۱۷}

^{۱۳}۔ مقام معظم رہبری، دیدار با جوانان، کیہان ۹۷/۱۳/۲

^{۱۵}۔ مقام معظم رہبری، دیدار با جوانان، کیہان ۹۷/۱۳/۲

^{۱۶}۔ چہل حدیث، ص ۳۹۹

^{۱۷}۔ صحیفہ نور، ج ۱۶، ص ۱۸

جوانوں کے انحراف اور اس نسل کے ذہن میں بیگانہ ثقافت کے اثر اور نفوذ سے جوانوں کو آگاہ کرنے کی نصیحت امام رہ ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ دوسروں کی ثقافت سے یونیورسٹیوں کو پاک و پاکیزہ کرنے کی ضرورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، امام تمام لوگوں، جوان نسل اور مسئولوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ یونیورسٹیوں کو مغرب اور مشرق زدگی اور انحراف کے خطرے سے بچانے کی کوشش کریں: میں پہلے مرحلے میں تمام نوجوانوں اور جوانوں کو اور دوسرے مرحلے میں ان کے والد، ماؤں اور دوستوں کو اور اگلے مرحلے میں ملک کی حفاظت کرنے والے مردوں، دانشوروں، دلسوز روشن فکروں کی حکومت کو وصیت کرتا ہوں کہ اس اہم معاملے (یونیورسٹیوں کو انحراف کے خطرے سے بچانا جو کہ آپ کے ملک کو نقصان سے بچاتا ہے) میں دل و جان سے کوشش کریں اور یونیورسٹیوں کو آنے والی نسلوں کے ہاتھ سونپ دیں۔^{۱۸}

امام علی علیہ السلام کے نزدیک جوانی کی قدر اس کے کھونے سے ہی معلوم ہوتی ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا: شَيْنَانٍ لَا يَعْرِفُ فَضْلَهُمَا إِلَّا مَنْ فَقَدَهُمَا؛ الشَّبَابُ وَالْعَافِيَةُ^{۱۹}؛ دو چیزیں ایسی ہیں جن کی قدر کوئی نہیں جانتا، جب تک کہ وہ ان کو کھونے دے: جوانی اور صحت۔

مذہبی تعلیمات میں پاکیزگی کو جوانی کے دور کی خصوصیات میں سے ایک سمجھا جاتا ہے اور اس قیمتی دور کو تزکیہ نفس اور تقرب الہی کے لیے استعمال کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ روایات کی رو سے جوانوں کو چاہئے کہ وہ بڑھاپے اور مختلف دلی لگاؤ سے پہلے خود کو اچھے اخلاق سے مزین کریں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے: فَضْلُ الشَّابِّ الْعَابِدِ الَّذِي تَعَبَّدَ فِي صِبَاةٍ عَلَى الشَّيْخِ الَّذِي تَعَبَّدَ بَعْدَ مَا كَبُرَتْ سِنُّهُ كَفَضْلِ الْمُرْسَلِينَ عَلَى سَائِرِ النَّاسِ^{۲۰}؛ ایک عابد جوان کی فضیلت جس نے جوانی میں بندگی کی راہ انتخاب کی ہو اس عمر رسیدہ عابد سے زیادہ ہے جو اپنی عمر گزارنے کے بعد بڑھاپے میں عبادت کی طرف متوجہ ہوا ہو، جس طرح خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے رسولوں کو دوسرے تمام لوگوں پر فضیلت حاصل ہے۔

دوسری طرف بعض روایات میں، ہمارے دینی رہنما جوانوں سے چاہتے ہیں کہ وہ سیکھنے کا موقع ضائع نہ کریں، کیونکہ جوانی میں سیکھنے کی ارزش اور قدر کا موازنہ استحکام اور دوام کے لحاظ سے زندگی کے دوسرے ادوار سے نہیں کیا جاسکتا۔

^{۱۸}۔ صحیفہ نور، ج ۱، ص ۱۸۵

^{۱۹}۔ غرر الحکم ودرر الکلم، فصل ۴۲، ج ۱۱

^{۲۰}۔ (کنز العمال، ج ۱۵، ج ۵۹، ص ۲۳۰)

سیکھنے کے اعتبار سے جو فرق جوانی اور بڑھاپے میں موجود ہے، اسے نبی کریم اس طرح بیان فرماتے ہیں: مَنْ تَعَلَّمَ فِي شَبَابِهِ كَانَ بِمَنْزِلَةِ الْوَشْمِ فِي الْحَبَرِ، وَمَنْ تَعَلَّمَ وَهُوَ كَبِيرٌ كَانَ بِمَنْزِلَةِ الْكِتَابِ عَلَى وَجْهِ الْمَاءِ^{۲۱}؛ جو جوانی میں سیکھتا ہے اس کا علم پتھر پر کندہ کرنے جیسا ہے اور جو بڑا ہونے کے بعد سیکھتا ہے پانی پر لکھنے جیسا ہے۔

جوانوں کی کچھ اہم خصوصیات

جوانی کے دور میں جب انسان تکامل کے مرحلے میں پہنچتا ہے، ذہانت بھی اپنی بلند ترین سطح پر پہنچ جاتی ہے۔ اس لئے جوان ہر چیز کو سیکھنے میں دلچسپی ظاہر کرتا ہے۔ جوانوں میں سوچ و فکر کی قوت بہت زیادہ ہوتی ہے اور اس قوت کی بدولت بہت سی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ فکر کی طاقت جوان کو تھویری اور نظریہ پردازی کی صلاحیت دیتی ہے اور وہ کسی بھی موضوع کے مختلف پہلوؤں کو تلاش کر کے اس کے نتائج کو بیان کر سکتا ہے۔ فکر کی روشنی میں جوان مستقبل میں اپنے لئے ایک خوبصورت دنیا کا تصور کرتا ہے اور تخلیقی صلاحیتوں کی طرف رخ کرتا ہے۔

یہ نفسیاتی کیفیت، تخیل کی قوت کو بڑھاتی ہے اور جوانوں کے ذہنوں میں تخلیقی قوت بخشی ہے، جوانوں کے ذہنوں میں جدت اور پہل کا جذبہ بیدار کرتی ہے اور انہیں تجدید اور کمال کے حصول کے لیے تیار کرتی ہے۔^{۲۲}

۱۔ سوال کرنا

سوال کرنا جوانوں کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ جوان کی بلوغت کا دور گزر چکا ہوتا ہے، لیکن اس کے پاس اس دور کے سوالات اب بھی ان کے ذہنوں میں پائے جاتے ہیں، جن کا جواب نہ دینا جوان کو بے راہ روی اور خود سے بیگانگی کی طرف لے جاتا ہے۔

رہبر معظم انقلاب جوانوں کے سوالات پر اہمیت دینے پر زور دیتے ہیں اور سب کو جوابات دینے کی ترغیب دیتے ہیں۔ آپ اس مسئلے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بہت سے معاملات میں اسے بروقت اور صحیح جواب نہیں دیا جاتا، اس وجہ سے جوان شکوک و شبہات میں پڑ جاتا ہے۔

۲۔ حسن اور خوبصورتی کی خواہش

حسن اور خوبصورتی کی خواہش جوان کی فطری خصوصیات میں سے ہے۔ وہ اپنی پاک روح کی وجہ سے شاداب اور خوش رہتا ہے۔ رہبر معظم کے بقول: جہاں بھی جوان ہیں وہاں تازگی، طراوت، شادابی اور نیکی ہے۔ جب میں جوانوں کے ساتھ اور

^{۲۱}۔ بحار الانوار، ج ۱، ص ۲۲۲

^{۲۲}۔ جوان از نظر عقل و احساسات، ج ۱، ص ۸۰

جوانوں کے ماحول میں ہوتا ہوں تو مجھے اس شخص کی طرح محسوس ہوتا ہے جو صبح کی ہوا میں سانس لے رہا ہو، میں تازگی اور شادابی محسوس کرتا ہوں۔^{۲۳}

دینی راہنما قدرتی حسن پر توجہ دینے کے ساتھ ساتھ بیرونی خوبصورتی کی بھی سفارش کرتے ہیں۔ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے نماز کے وقت اپنے آپ کو سنوارنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ^{۲۴}؛ خدا خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔

حضرت علیؑ نے قبر کے لیے لباس کا انتخاب کرتے وقت اس کے لیے ایک خوبصورت اور پر تعیش لباس کا انتخاب کیا اور خوبصورتی کی طرف جوانوں کے فطری میل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: أَنْتَ شَابٌّ وَلَكَ شَرِيَةُ الشَّبَابِ^{۲۵}؛ تم جوان ہو اور تمہارے لیے جوانی کی خوشی اور اس کی رغبت ہے۔

جوان کی حس زیبائی اسے معنوی اور اخلاقی خوبصورتیوں کی جستجو اور تلاش کے پیچھے لے جاسکتی ہے۔ جوانوں کو حضرت علی علیہ السلام کے اس فرمان کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ: مِيزَةُ الرَّجُلِ عَقْلُهُ وَجَمَالُهُ مَقْرَرُهُ^{۲۶}؛ مرد کی فضیلت اس کی عقل، اس کے حسن، اس کی مردانگی اور اس کے اخلاقی اوصاف میں ہے۔

۳۔ مذہب کار جحان

بلوغت کے دیگر پہلوؤں کے ساتھ ساتھ، جوانوں میں مذہب کار جحان ابھرتا ہے۔ بلوغت کی آمد کے ساتھ ہی نوجوانوں میں مذہبی جذبات اور دینی رجحانات بیدار ہوتے ہیں اور انہیں روحانی تعلیمات سیکھنے کی طرف مائل کرتے ہیں۔ بلوغت کا دور گزرنے کے بعد اس شدید اور سلگتی ہوئی فطری خواہش کی شدت اور میل کم ہو جاتا ہے اور رفتہ رفتہ ایمان و اخلاق کی خواہش ایک عام خواہش بن جاتی ہے۔^{۲۷}

حضور اکرم ﷺ نے بھی نوجوانوں کو حقیقی سرچشمہ کی طرف راغب کرنے کے لیے اپنی تمام تر کوششیں بروئے کار لائیں اور آپ ﷺ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ جوان دوسروں کے مقابلے میں حق کو قبول کرنے کے لیے زیادہ تیار ہوتا ہے۔ امام صادقؑ جوانوں کی زیادہ اثر قبول کرنے والی صفت کے بارے میں فرماتے ہیں: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَهُوَ شَابٌّ مُؤْمِنٌ اخْتَلَطَ

^{۲۳}۔ مقام معظم رہبری حضرت آیۃ اللہ خامنہ ای، دیدار با جوانان، کلبان، ۱۳۷۹/۸/۱۰

^{۲۴}۔ البرہان فی تفسیر القرآن، ج ۲، ص ۵۳۲

^{۲۵}۔ مستدرک الوسائل، ج ۱، ص ۲۱۰

^{۲۶}۔ غرر الحکم ودرر الکلم، ص ۵۹

^{۲۷}۔ جوان از نظر عقل و احساسات، ج ۱، ص ۱۲

الْقُرْآنُ بِلَحْمِهِ وَدَمِهِ^{۲۸}؛ جو شخص قرآن پڑھتا ہے، اگر وہ جوان با ایمان ہو تو قرآن اس کے گوشت اور خون میں مخلوط ہوتا ہے اور اس کے جسم کے تمام بافتوں کو متاثر کرتا ہے۔ مذہب قلبی سکون اور روح کی تسکین کا ذریعہ ہے اور یہ انسان کو بہت سی پریشانیوں، اضطراب اور خوف سے نجات دلاتا ہے اور یہ بنی نوع انسان کے لیے ایک قابل اعتماد اور ضروری تکیہ گاہ ہے۔ وہ جوان جو کسی کے آگے سر تسلیم خم نہیں کرتا اور تمام طاقتور سے بغاوت کرتا ہے، وہ اندر ہی اندر اپنی کمزوریوں اور کمتری کا ادراک کرتا ہے اور اپنی عظمت، طاقت اور بقا کو مذہب میں دیکھتا ہے۔ مذہب میں فلسفہ زندگی اور حیات کو تلاش کرتا ہے اور اس میں اپنی زندگی کا مقصد ڈھونڈ لیتا ہے۔ وہ اپنے دماغ کی طاقت سے مذہب اور دینی مفاہیم کی خود تحقیق کرنا چاہتا ہے اور حقائق کا پتہ لگانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اپنے عقائد کا تجزیہ کر کے وہ تکامل کی راہ ہموار کرتا ہے۔

نہج البلاغہ میں فکری تربیت کے کچھ زرین اصول

مضمون کے اس حصے میں ہم نہج البلاغہ کی روشنی میں جوانوں کی فکری تربیت کے کچھ اصولوں کو مختصر الفاظ میں بیان کریں گے۔

۱۔ قرآن اور اسلامی معارف سے آشنائی

جوانوں کی فکری اور ذہنی تربیت کرنے کے لئے پہلا اہم اصل قرآن اور اسلامی معارف سے آشنائی ہے۔ عصر حاضر میں جوانوں کے افکار کو خراب کرنے کے لئے دشمن طرح طرح کے آلات اور وسائل کا استعمال کرتا ہے۔ جن سے ہماری آنے والی نسلوں کی فکری اور ذہنی صلاحیت تباہ ہو رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کے اس دور کو رہبر معظم انقلاب حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ خامنہ ای (مد ظلہ العالی) جنگ نرم سے تعبیر فرماتے ہیں۔ بعض لوگ ثقافتی یلغار جیسی تعبیر استعمال کرتے ہیں۔ دشمن، اسلامی تعلیمات سے بنے ہوئے افکار میں تبدیلی لانے کے لئے مختلف طریقے سے غیر اسلامی افکار کی ترویج اور تبلیغ کرتا ہے تاکہ ہمارے نوجوانوں کے پاک اذہان میں ایک انبوہ شکوک و شبہات کا انبار لگ جائے اور وہ اپنے اصلی اعتقادات پر بھی شک کرنے لگے۔ اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں اسی مقصد کے حصول کے لئے میڈیا اور سوشل میڈیا پر جدیدیت کے ساتھ کام ہو رہا ہے۔ ساتھ ہی دشمن اپنے مقصد میں کامیاب بھی دکھائی دے رہا ہے جس کی دلیل آج کے جوانوں کی قرآن اور دینی تعلیمات سے دوری ہے۔ آج ہماری نسلوں کا لیبرل ازم اور سکیولر ازم کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے۔ ثقافتی یلغار سے مقابلے کے لئے ضروری ہے کہ انسان دشمنوں کی چالاکیوں اور مکاریوں کو باریک بینی سے سمجھنے کی کوشش کرے۔ اس سلسلے میں امام صادقؑ

^{۲۸}۔ وسائل الشیعہ، ج ۲، ص ۱۳۰

فرماتے ہیں: العالم بزمانه لا تهجم عليه اللوابس^{۲۹}؛ اگر کوئی شخص اپنے زمانے سے آشنائی رکھتا ہو یعنی اسے یہ پتہ ہو کہ آج کے زمانے میں کیا کچھ ہو رہا ہے لا تهجم عليه اللوابس ایسے شخص پر کبھی بھی مشکلات غالب نہیں آئے گی۔^{۳۰} دوسری جگہ فرماتے ہیں: على العاقل ان يكون عارفا بزمانه^{۳۱}؛ عاقل انسان پر لازم ہے کہ اسے اپنے زمانے کی شناخت ہونی چاہئے۔ زمانے کی مشکلات سے وہی شخص مقابلہ کر سکتا ہے جو اپنے زمانے کے دشمنوں کو اور ان کے مکاریوں اور چالاکیوں پر خوب نظر رکھے۔ اس لئے کہ دشمن کبھی بھی دشمن کے روپ میں عملی میدان میں وارد نہیں ہوتا، بلکہ دشمن دوست کی شکل میں منافقانہ کردار ادا کرتا ہے۔ ان مشکلات سے نمٹنے کے لئے ہمیں ہماری نوجوان نسلوں کی فکری اور ذہنی تربیت کے لئے خاص اہتمام کرنے کی ضرورت ہے اور فکری تربیت تب ممکن ہو سکتی ہے جب ہم انہیں زیادہ سے زیادہ اسلامی تعلیمات کے زرین اصول سے آگاہ کریں۔ آج کے زمانے میں جوانوں کو قرآن اور اہلبیت سے آشنائی کرانا نہایت ضروری ہے جس کے بغیر ہمارے جوانوں کو دشمن کی چالاکیوں اور مکاریوں کی چنگل سے نکالنا ممکن نہیں ہے۔ جوانوں کی تربیت ایک ایسا وظیفہ ہے جس کے بارے میں نوح البلاغہ میں امام المتقینؑ کی ایک ایسی تعبیر ملتی ہے جو خواب غفلت میں سوئے ہوئے انسانوں کو بیدار کرنے کے لئے کافی ہے۔ خط نمبر ۳۱ میں آپؑ اپنے فرزند دلبر امام مجتبیٰؑ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اگر میں تنہا ہوتا تو صرف لوگوں کے بارے میں سوچتا اور میرا غم صرف لوگوں کا غم ہوتا لیکن ابھی تمہاری تربیت نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں ہمیشہ تمہاری یاد میں رہوں اپنی تمام توجہ تمہاری طرف رکھوں۔ اس کے بعد والا جملہ انسان کے ذہنوں کو جنم جوڑنے والا ہے فرماتے ہیں: یہ تربیت ایک ایسا وظیفہ ہے جو میرے رات کے استراحت اور آرام کو چھین لیتا ہے۔^{۳۲} اسی خط میں فرماتے ہیں: وَأَنْ أَبْتَدِيكَ بِتَعْلِيمِ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَتَأْوِيلِهِ، وَشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ أَحْكَامِهِ، وَحَلَالِهِ وَحَرَامِهِ، لَا أَجَاوِزُ ذَلِكَ بِكَ إِلَى غَيْرِهِ. ثُمَّ أَشْفَقْتُ أَنْ يَلْتَبَسَ عَلَيْكَ مَا اخْتَلَفَ النَّاسُ فِيهِ مِنْ أَهْوَانِهِمْ وَآرَائِهِمْ مِثْلَ الَّذِي التَّبَسَّ عَلَيْهِمْ، فَكَانَ إِحْكَامُ ذَلِكَ عَلَى مَا كَرِهْتُ مِنْ تَنْبِيهِكَ لَهُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ إِسْلَامِكَ إِلَيَّ أَمْرَ لَا أَمْنٌ عَلَيْكَ بِهِ الْهَلَكَةُ، وَرَجَوْتُ أَنْ يَوْفَقَكَ اللَّهُ فِيهِ لِرُشْدِكَ، وَأَنْ يَهْدِيكَ لِقَصْدِكَ۔^{۳۳} اب میں اپنی تربیت کا آغاز کتاب خدا اور اس کی تاویل، قوانین اسلام اور اس کے احکام حلال و حرام سے کر رہا ہوں اور تمہیں چھوڑ کر دوسرے کی طرف نہیں جانا۔ پھر مجھے یہ خوف بھی ہے کہ کہیں لوگوں کے عقائد و افکار و

^{۲۹}۔ بحار الانوار، ج ۸، ص ۲۶۹

^{۳۰}۔ بحار الانوار، ج ۸، ص ۲۶۹

^{۳۱}۔ بحار الانوار، ج ۱، ص ۱۲۹

^{۳۲}۔ نوح البلاغہ، نامہ: ۳۱

^{۳۳}۔ همان

خواہشات کا اختلاف تمہارے لئے اسی طرح مشتبہ نہ ہو جائے جس طرح ان لوگوں کے لئے ہو گیا ہے لہذا ان کا مستحکم کر دینا میری نظر میں اسے زیادہ محبوب ہے کہ تمہیں ایسے حالات کے حوالے کر دوں جن میں ہلاکت سے محفوظ رہنے کا اطمینان نہیں ہے۔ اگرچہ مجھے یہ تعلیم دیتے ہوئے اچھا نہیں لگ رہا ہے۔ لیکن مجھے امید ہے کہ پروردگار تمہیں نیکی کی توفیق دے گا اور سیدھے راستہ کی ہدایت عطا کرے گا۔

۲۔ بصیرت سے آگاہی

جوانوں کی فکری اور ذہنی تربیت کرنے کے لئے دوسرا اہم اصل بصیرت سے آگاہی ہے۔ جوانی کا دور اہمیت کے حامل اس لئے ہے کہ اس دور میں جوانوں میں جذبات بھرے ہوئے ہوتے ہیں یہی دور ہے اگر ان کی صحیح سمت کی طرف ہدایت نہیں ہوئی تو ان کے گمراہ ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ جوانوں کے افکار بہت جلد متزلزل ہوتے ہیں لہذا اس دور میں ان کے افکار کو برے خیالات اور انحرافات سے بچانے کا واحد راستہ یہ ہے کہ ہم ان کو دینی تعلیمات اور سیرت معصومینؑ کی روشنی میں ان کے افکار کو بصیرت سے مزین کریں۔ بصیرت وہ خداوندی نعمت ہے جس کے ذریعے ہم آئندہ آنے والی نسلوں کو ذہنی اور فکری انحراف سے بچاتے ہوئے انہیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے سکتے ہیں۔ بے بصیرت لوگوں کے حالات سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ جب انسان میں بصیرت نہیں ہوتی تو کبھی بھی حق و باطل اور صحیح و غلط میں تمیز نہیں کر پاتا۔ لہذا والدین اور اساتذہ کرام کے لئے ضروری ہے کہ بچوں کی ذہنی اور فکری تربیت کرتے وقت ان میں بصیرت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ بے بصیرتی کی وجہ سے آج دنیا میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ دشمن کس طرح ہمارے جوانوں کے پاک اذہان کو خراب کرنے کے لئے مختلف قسم کے حربے استعمال کرتا ہے۔ جس کا واضح ثبوت حال حاضر میں جمہوری اسلامی ایران میں پیدا ہونے والے حالات ہیں۔ دشمن کے جال میں پھنسنے والے ایرانی جوانوں کی کثرت تعداد کو جب پولیس نے اپنی حراست میں لیا اور پوچھ گچھ کی تو سب نے یہی کہا کہ ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔ اس طرح ہزاروں لوگوں کی جان سے کھیل کر ان کے خون کو ناحق بہایا اور اسی طرح بہت سارے سرکاری اور غیر سرکاری املاک کو نقصان پہنچایا۔ یہ سب ان میں بصیرت نہ ہونے کی وجہ سے ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ متدین کو بزرگوں کی ہمیشہ سے یہ نصیحت اور ہدایت رہی ہے کہ کبھی بھی فتنے کے دوران بصیرت کو نظر انداز نہیں کرنا۔ امیر المومنینؑ بھی ایک خطبے میں شبہات اور پریشان کردینے والے فتنوں سے نکلنے کا راستہ یقین، علم، اور بصیرت کو قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: **وَإِنَّمَا سُمِّيَتْ الشُّبُهَةُ شُبُهَةً لِأَنَّهَا تُشَبِّهُ الْحَقَّ. فَأَمَّا أَوْلِيَاءُ اللَّهِ فَضِيَاؤُهُمْ فِيهَا**

الْيَقِينُ، وَ دَلِيلُهُمْ سَمْتُ الْهُدَى^{۳۴}؛ شبہ کو شبہ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ حق سے شبہت رکھتا ہے، تو جو دوستانِ خدا ہوتے ہیں، ان کے لیے شبہات (کے اندھیروں) میں یقین اُجالے کا اور ہدایت کی سمت رہنما کا کام دیتی ہے۔

۳۔ تجربہ اور عبرت

جوانوں کی فکری اور ذہنی تربیت کرنے کے لئے تیسرا اہم اصل تجربہ اور عبرت لینا ہے۔ جوان کی فکر پاک و پاکیزہ ہوتی ہے اسی طرح ان کا ذہن ہر قسم کے تجربے سے عاری ہوتا ہے کیونکہ یہ وہ دور ہے جس میں کم عمری کی وجہ سے جوانوں زمانے کے حالات اور سردی گرمی کا احساس نہیں ہوتا اور دوسری وجہ چونکہ جوانی کے دور میں یہ اپنے گھر والوں کا یعنی ماں بہن بھائیوں کا لاڈلا ہوتا ہے لہذا اس دور میں جب بھی وہ مشکلات اور مسائل سے دوچار ہوتے ہیں ان کے گھر والے ان مشکلات کو نمٹانے کی کوشش کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان میں تجربے کی کمی ہوتی ہے۔ اس کم تجربی کے نتیجے میں جو ان ہمیشہ طرح طرح کے توہمات کا شکار رہتا ہے۔ جب کہ تجربہ وہم اور خیالات سے انسان کو نکال کر حقیقت کی دنیا دکھانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے امام العارفین فرماتے ہیں: التجارب علم مستفاد^{۳۵}؛ تجربات سود مند علم ہیں۔ امامؑ اپنی دوسری حدیث میں فرماتے ہیں: من قلت تجربتہ خدع^{۳۶}؛ جس کا تجربہ کم ہو وہ دھوکہ کھا جاتا ہے۔ انسان خصوصاً جوان اگر دھوکے کا شکار ہوتے ہیں تو اس کی بنیادی وجہ تجربہ نہ ہونا ہے۔ ایک اور جگہ مولائے متقیان فرماتے ہیں: من کثرت تجربتہ قلت غرۃ^{۳۷}؛ تجربہ کا رانسان سے غلطیوں کا امکان کم ہوتا ہے جس کا تجربہ زیادہ ہو وہ کم فریب کھاتا ہے۔ نہج البلاغہ میں بھی متعدد مقامات پر امیر المومنینؑ نے انہیں باتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ مکتوب نمبر ۳۱ میں اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اعرض علیہ اخبار الماضین - و ذکرہ اصاب من کان قبلک من الاولین و سرفی دیارہم و آثارہم فانظر فیما فعلوا و عَمَّا انتقلوا و آیین حَلُّوْا و نَزَلُوا^{۳۸}؛ گزرے ہوئے لوگوں کے حالات (اپنے دل کے سامنے) پیش کرتے رہنا اپنے اور پہلے گزر جانے والوں پر پڑنے والے مصائب کو اپنی یاد میں لاتے رہنا ان لوگوں کے دیار و آثار کی سیر کرتے رہنا اور یہ دیکھتے رہنا کہ ان لوگوں نے کیا کچھ کیا اور وہ کہاں سے کہاں چلے گئے ہیں کہاں وارد ہوئے ہیں اور کہاں ڈیرہ ڈالا ہے۔ اسی طرح نہج البلاغہ کی دوسری جگہ فرماتے ہیں: آزمودہ کار لوگوں کی صحبت اختیار کرو کیونکہ ان لوگوں نے گراں ترین قیمت یعنی اپنی

^{۳۴}۔ خطبہ: ۳۸

^{۳۵}۔ غرر الحکم۔ ج ۱۔ ص ۲۶۰

^{۳۶}۔ غرر الحکم۔ ج ۱۔ ص ۱۸۵

^{۳۷}۔ غرر الحکم۔ ج ۵۔ ص ۲۱۴

^{۳۸}۔ نہج البلاغہ۔ مکتوب ۳۱

عمر قربان کر کے تجربات کا انمول سرمایہ جمع کیا ہوتا ہے اور تم اس قیمتی سرمائے کو ارزاں ترین قیمت (یعنی صرف چند لمحات) میں حاصل کر لیتے ہو۔^{۳۹} دوسروں کے تجربات سے استفادہ کرنے کا ایک بہترین ذریعہ گزشتہ لوگوں کے حالات اور گزشتہ اقوام کی تاریخ کا مطالعہ ہے۔ گزشتہ لوگوں اور قوموں میں پائی جانے والی مشابہت ہماری نسلوں کو خصوصاً ہمارے جوانوں کو تاریخ کی مسلسل مطالعہ کی دعوت دیتی ہے مولیٰ الموحدینؑ اس بارے میں فرماتے ہیں: تمہارے لئے گزشتہ قوموں (کی تاریخ) میں عبرت کے بکثرت سماں رکھے گئے ہیں۔ کہاں ہیں (شام و حجاز کے) عمالقہ؟ کہاں ہیں ان کی اولادیں؟ کہاں ہیں (مصر کے) فراعنہ اور ان کی اولادیں؟^{۴۰} لہذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو تجربے کی دنیا سے گزارنے کے ساتھ ساتھ گزشتہ لوگوں کے بارے میں بتاتے رہیں تاکہ یہ ان کے لئے عبرت کا سبب بنیں۔

^{۳۹}۔ شرح نہج البلاغہ از ابن ابی الحدید۔ ج ۲۰۔ ص ۳۳۵

^{۴۰}۔ نہج البلاغہ۔ خطبہ ۱۸۰

نتیجہ گیری

جب ہم اپنے جوانوں کی صحیح ذہنی اور فکری تربیت کریں گے تو ان کے دلوں میں دوسروں کے لئے محبت اور چاہت پیدا ہوگی اور ہرگز ایک تربیت یافتہ انسان اپنے جیسے انسانوں پر ظلم نہیں کر سکتا۔ گزشتہ اسباق سے ہمیں یہ نتیجہ ملتا ہے کہ:

- ✓ جوانی کے دور میں انسان تکامل کے مرحلے میں پہنچتا ہے۔
- ✓ انسان کو عمومی طور پر، جوانی کے دور میں خصوصی طور پر فکری اور ذہنی تربیت کرنے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ اس دور میں زیادہ انحراف اور گمراہ ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔
- ✓ اسلامی تعلیمات میں فکری تربیت کے لئے بہت سارے اصول اور عوامل بیان ہو چکے ہیں۔
- ✓ امیر کائنات نے نبی البلاغہ میں جوانوں کی فکری تربیت کے بہت سارے طریقے بیان کئے ہیں۔ سب سے اہم اصل یہ ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو قرآن مجید اور دیگر اسلامی زرین اصول اور تعلیمات سے آشنا کریں۔
- ✓ جوانوں کی فکری اور ذہنی تربیت کرنے کے لئے دوسرا اہم اصل بصیرت سے آگاہی ہے۔
- ✓ جوانوں کی فکری اور ذہنی تربیت کرنے کے لئے تیسرا اہم اصل تجربہ اور عبرت لینا ہے۔

منابع و مأخذ

القرآن

نہج البلاغہ

- (۱) چہل حدیث، امام خمینی رح، موسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی رح، ۱۳۷۴۔
- (۲) شباب قریش، عبدالمتعال الصعیدی،
- (۳) فیروز اللغات اردو جامع لاہور (فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ) ۳۵۴۔
- (۴) محمد، معین، فرہنگ فارسی، جلد ۱، انتشارات کبیر، ۱۳۶۰، شمسی ۱۰۶۳۔
- (۵) علی اکبر، دہخدا، لغت نامہ، ج ۱۲ (تہران، موسسہ انتشارات دانشگاه تہران، ۱۳۷۲ شمسی) ۵۵۰۔
- (۶) محمد، علی، رضائی اصفہانی، قرآن و تربیت (تفسیر موضوعی میان رشته ای قرآن و علوم) ج ۱، (تہران، سازمان دارالقرآن کریم، نشر تلاوت، ۱۳۹۴ شمسی) ۱۶۔
- (۷) محب، رضا۔ تربیت، لغوی مفہوم اور خصوصیات، سہ ماہی سماجی، دینی، تحقیقی مجلہ نور معرفت، جلد ۱۰ شماره ۴۵ (۲۰۱۹ عیسوی) ۲۸۔
- (۸) شہید مرتضی مطہری، تعلیم و تربیت، تہران صدر، ۱۳۸۳۔
- (۹) جوان از نظر عقل و احساسات، محمد تقی فلسفی، تہران، دفتر نشر فرهنگ اسلامی، ۱۳۷۸۔
- (۱۰) شرح غرر الحکم و درر الکلم، جمال الدین محمد خوانساری، دانشگاه تہران، ۱۳۶۰۔
- (۱۱) احمدی میانجی، علی، مکاتیب الائمتہ علیہم السلام، جلد ۱، ص ۷۸۔ و نہج البلاغہ
- (۱۲) بحار الانوار، محمد باقر مجلسی، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۳ق۔
- (۱۳) شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، دار احیاء التراث العربی، ۱۳۸۵ق۔